مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختم نبوت

ہفت روزہ

کراچی

عقیدہ ختم نبوت پاکستان کی بنیاد ہے اس سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی جائیگی

صدر ضیاء الحق کا خطاب

جلد ۲

۲۰ دسمبر تا ۵ جنوری سنہ ۸۴ء ۲۳ تا ۳۰ ربیع الاول سنہ ۱۴۰۴ھ

شمارہ ۲۹

خصائل نبوی
برشمائل ترمذی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کے وقت وضو کا ذکر

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ

۲۔ حدثنا یحیی بن موسی حدثنا عبد اللہ بن نمیر حدثنا قیس بن الربیع ح وحدثنا قتیبۃ حدثنا عبد الکریم الجرجانی عن قیس بن الربیع عن ابی ھاشم عن زاذان عن سلمان قال قرأت فی التوراۃ ان برکۃ الطعام الوضوء بعدہ فذکرت ذالک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم و اخبرتہ بما قرأت فی التوراۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برکۃ الطعام الوضوء قبلہ والوضوء بعدہ۔

۳۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ کھانے سے فراغت کے بعد وضو (یعنی ہاتھ دھونا) برکت کا سبب ہے۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مضمون عرض کیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد وضو (یعنی ہاتھ منہ دھونا) برکت کا سبب ہے۔

فائدہ۔ ممکن ہے کہ تورات میں ایک ہی وقت کا ذکر ہے۔ اس صورت میں دوسرے وقت کا اضافہ شریعت محمدیہ کی زیادتی ہوگی کہ اس شریعت میں بہت سے احکام پہلی شریعتوں سے زیادہ ہیں اور ممکن ہے کہ تورات میں بھی دونوں ہوں لیکن چونکہ اس میں تحریف ہوئی ہے اس لیے ایک حکم یعنی کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کا مسئلہ اس میں غلطی سے نکل گیا ہو۔ علماء نے لکھا ہے کہ کھانے سے قبل ہاتھ دھونے میں برکت کا مطلب یہ ہے کہ کھانے میں زیادتی ہوتی ہے کھانے والوں کا شکم سیر ہو جاتا ہے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے سے برکت کا مفہوم یہ ہے کہ جن فوائد اور مقاصد کے لیے کھانا کھایا جاتا ہے وہ پورے ہوتے ہیں بدن کا جزو بنتا ہے۔ نشاط پیدا کرتا ہے، عبادات اور عمدہ اخلاق پر تقویت کا سبب بنتا ہے۔

باب ما جاء فی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل الطعام و بعد ما یفرغ منہ۔

ترجمہ:۔ ان کلمات کا ذکر جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد فرمایا کرتے تھے۔

فائدہ:۔ یعنی جو دعائیں وغیرہ کھانے کے بعد پڑھنے کا معمول تھا ان کا ذکر۔ اس باب میں امام ترمذی نے سات حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

۱۔ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا ابن لھیعۃ

باقی ص۲۲ پر

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مولانا بدیع الزمان

مولانا منظور احمد الحسینی

مینجر

علی اصغر چشتی صابری، ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی

فی پرچہ ۱۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ	۶۰ روپیہ
ششماہی	۳۵ روپیہ
سہ ماہی	۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپیہ
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن وغیرہ	
شام	۲۲۵ روپیہ
یورپ	۲۹۵ روپیہ
اسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۴۰ روپیہ
افریقہ	۲۱۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان	۱۹۵ روپیہ

فون نمبر: ۷۱۶۷۱

رابطہ دفتر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی

ناشر:۔ عبدالرحمٰن یعقوب باوا

طابع:۔ کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی

مقام اشاعت:۔ ۲۰/۸ سانرو جیلس ایم اے جناح روڈ، کراچی

فہرست

۱۔ خصائل نبوی
حضرت شیخ الحدیثؒ ۲

۲۔ انسان کی حیثیت
مولانا انور شاہ کشمیریؒ ۴

۳۔ ابتدائیہ
جناب عبدالرحمٰن باوا ۵

۴۔ جواب الجواب
مولانا تاج محمد صاحب ۷

۵۔ محبت رسول عربیؐ
مولانا محمد اقبال صاحب ۱۰

۶۔ مجلس ذکر
مولانا ناجیا الحسینی صاحب ۱۲

۷۔ آپ کے مسائل
مولانا محمد یوسف لدھیانوی ۱۸

۸۔ کاروان ختم نبوت ۱۹

۹۔ نقد و نظر ۲۰

۱۰۔ سید احمد شہید کا سفر حج
مولانا انور شاہ صاحب ۲۱

شعبہ کتابت:۔ غلام زینب تبسم
حافظ عبدالستار واحمد کاتب

ملک کا سب سے کثیر الاشاعت ہفت روزہ — ختم نبوت

عالم کائنات میں انسان کی حیثیت

امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رح

"مجموعہ عالم جس کو عالم کبیر یا شخص اکبر سے تعبیر کرتے ہیں اس کی ترتیب و تنظیم کو عالم صغیر یا شخص اصغر یعنی انسان پر قیاس کرنا چاہیے پس جس طرح شخص اصغر یعنی وجود انسانی کا نظم و قلب و دماغ اور جوارح کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا کیونکہ تمام ملکات و اخلاق کا حامل و منبع قلب ہے اور معارف و علوم کا حامل دماغ اور تمام اعمال و افعال کے مظاہر ترک و اختیار کی تمام حرکات پہلے قلب سے اسی طرح صادر ہوتی ہیں جس طرح کہ بادشاہ کی جانب سے اوامر و فرامین صادر ہوتے ہیں پھر قلب کی اس جنبش کا دماغ پر اثر پڑتا ہے اور دماغ اس کی صحیح تصویر اور موزوں نقشہ کھینچتا ہے۔ اس کے بعد اعضاء و جوارح انسانی اس کے امتثال میں مصروف عمل ہو جاتے ہیں گویا یوں کہنا چاہیے کہ قلب ایک بادشاہ ہے۔ دماغ اس کا وزیر اور اعضاء اس کے خدم و حشم ہیں۔ اس لیے تمام امور انسانیہ اصلاح و فساد کا مدار تنہا قلب پر ہے۔ اسی طرف اشارہ ہے۔ **ان فی الجسد مضغہ اذا صلحت صلح الجسد کلہ و اذا فسدت فسد الجسد کلہ** : یعنی جسم انسانی میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب تک وہ صحیح رہتا ہے تمام جسم ٹھیک رہتا ہے اور جب اس میں فساد آجاتا ہے تو کل جسم فاسد ہو جاتا ہے۔

اور دماغ بجائے مشیر خیر یا شر کے ہے اور اعضاء و جوارح رفیق نیک یا رفیق بد۔ ٹھیک اسی طرح شخص اکبر (مجموعہ عالم) کے لیے بھی قلب اور دماغ اور اعضاء و جوارح ہیں۔ اس شخص اکبر کا قلب تو وہی ہے۔ جس کو اصطلاح شریعت میں اولی الامر یا اصحاب حل و عقد سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کا دماغ حکماء و علماء شریعت فقرا ہیں اور اس کے اعضاء و جوارح عامہ افراد خلق"۔

بقیہ سید احمد شہید

کو دو سال اور دس مہینے کا یہ طویل سفر طے کرکے واپس آئے اور یہاں بھی کافی دن ان سب حضرات کی مہمانداری اور ہند کے احباب جو زیارت کرنے آئے تھے ان سب کا خرچہ نکال کر دیکھا تو بیت المال میں دس ہزار روپے باقی رہ گئے تھے۔

یہ تھی کرامت حق سید احمد شہید کی، اللہ تعالی نے سب مسلمانوں کو حج کی سعادت دوبارہ حاصل کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائی۔ اور حرمین شریفین کے راستے کا خطرہ بھی سب مسلمانوں کے اذہان سے رخصت ہوا۔ حج کا دوبارہ احیاء ہوا، اور ان دنیا دار ملاؤں کا فتوی زیر زمین دفن ہوا۔

اللہ اللہ حضرت سید شہید رحمہ اللہ کی کیا شان ہے، توکل اور اعتماد کس درجہ کا۔ احکام اسلام سے عقیدت کا یہ عالم شاید چشم فلک نے پھر نہ دیکھا ہو۔

مفصل حالات کرامات دیکھنے کے لئے مولانا مہر کی کتاب "سیرت سید احمد شہید" کا مطالعہ مفید رہے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی والصلوٰۃ والسلام

علی من لا نبی بعدی

اقدامات شروع کیجئے

راولپنڈی، ۱۹ دسمبر (نمائندہ جسارت) صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے کہا ہے کہ ملک میں نظریاتی انتشار پھیلانے والوں اور ختم نبوت کے بنیادی نظریہ کے خلاف گمراہی پھیلانے والوں کی سختی سے سرکوبی کی جائے گی۔ گزشتہ روز قومی سیرت کانفرنس کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ غیر مسلموں، مشرکوں، اور منافقین کو اسلامی نظریات سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ کسی بھی شخص کے لیے اس کے مذہب کی پابندی کرنے کی کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور پاکستان کا شہری ہونے کی حیثیت سے غیر مسلموں کا تحفظ اور کفالت امت کی ذمہ داری ہے لیکن ختم نبوت پاکستان کا بنیادی نظریہ ہے اور اس پر ضرب لگانے والوں اور اس سلسلے میں اپنے عقائد کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا بلکہ عوام اور انتظامیہ مل کر ان سے نمٹنے کے لیے راہ عمل تلاش کریں گے تاہم امن و امان کے ساتھ، تاکہ یہ فتنہ بھی دور ہو جائے اور امن و امان بھی بحال رہے۔ انھوں نے کہا کہ مجھے اس سلسلے میں عوام کے جذبات کا احساس ہے اور ایک اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کو آزادیاں بھی حاصل ہیں لیکن منافقین اور مشرکین کو اسلامی نظریہ سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ صدر نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نبوت اور وحی کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا ہے انھوں نے کہا کہ ختم نبوت اور ختم وحی کا مطلب یہ ہے کہ شعور انسانی اس درجہ پہنچ چکا ہے کہ اب اسے صراط مستقیم پر چلنے کے لیے آخری کتاب ہدایت اور سیرت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کسی کی رہنمائی کی ضرورت نہیں۔ انھوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت درجۂ کمال کو پہنچ گئی اور جب کوئی چیز درجۂ کمال کو پہنچ جائے تو کسی اضافے اور تکرار کی ضرورت باقی نہیں رہتی انھوں نے کہا کہ قرآن، نبوت کے درجۂ کمال پر پہنچ جانے کا اعلان ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا ہر مدعی کاذب ہے اور ایسا دعویٰ کرنے والے کو صاحب شریعت

اور مجدد ماننے والے گمراہ اور غیر مسلم ہیں۔" (جسارت ۲۰؍دسمبر ۸۳ء)

صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کا یہ بیان بلا شک و شبہ ان کی دینی غیرت و حمیت کا بہترین آئینہ دار ہے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ صدر مملکت نے پوری امت کے دلوں کی ترجمانی کی ہے۔ ہر مسلمان کی یہ خواہش ہے کہ منافقین کو ختم نبوت اور اسلامی نظریہ سے کھیلنے کی اجازت نہ دی جائے۔ امت کی نظریں ایک ایسی شخصیت کی تلاش میں ہے کہ جو اس خطرناک اور اسلام دشمن گروہ فتنہ کی سرکوبی کرسکے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرسکے اور ساتھ ساتھ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا مستحق بھی قرار پائے۔ مبارک ہے وہ شخص جو دین کے اہم ترین جز عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اقدامات کرے۔

اس سلسلے میں صدر مملکت سے ہم چند باتیں عرض کرنا چاہتے ہیں:۔

(۱) قادیانیت ــــــ اسلام کا بدترین دشمن ہے بلکہ اسلام کے چہرے پر بدنما داغ ہے

(۲) انگریزوں نے اس فتنہ کی پرورش کی تاکہ امت میں فساد برپا ہو۔

(۳) یہ استعماری طاقتوں کے لیے جاسوسی کرتی ہے۔

(۴) ملک و ملت کے غدار اور اسرائیل کے وفادار ہیں۔

(۵) انہوں نے پاکستان کو کبھی بھی دل سے تسلیم نہیں کیا اور قادیان حاصل کرنے کے لیے تڑپ رہے ہیں۔

(۶) ان کو مذہبی جماعت کہنا غلط ہے بلکہ یہ ایک خالص سیاسی ٹولہ ہے۔

یہ باتیں ایسی ہیں جن کا ثبوت ان کے اپنے لٹریچر میں موجود ہے۔ مملکت خدا داد پاکستان کو اگر کسی سے خطرہ لاحق ہے تو اسی "قادیانی گروپ" سے ہے لہٰذا ہماری درخواست ہے کہ اب وقت ضائع کئے بغیر عملی اقدامات شروع کئے جائیں اسی میں ملک و ملت کا مفاد ہے۔

اس وقت فوری طور پر جو کام کرنا ہے وہ ہماری نظر میں درج ذیل ہے

(۱) قادیانیوں کی مردم شماری کرائیں تاکہ ان کی صحیح تعداد معلوم ہو سکے۔

(۲) شناختی کارڈ اور پاسپورٹ میں لفظ "کافر اور قادیانی" لکھا جائے۔

(۳) ان کے تمام لٹریچر جس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہو ضبط کئے جائیں۔

(۴) کلیدی عہدوں سے فوری طور پر مرزائیوں کو برطرف کیا جائے۔

(۵) ان کی تبلیغ پر پابندی عائد کی جائے۔

اس سلسلے میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان حکومت کے ساتھ تعاون کے لیے تیار ہے۔ ہمارے رضاکار انشاء اللہ اسلام اور ملک کی حفاظت میں ہمیشہ ہمیشہ پیش پیش رہیں گے۔

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

لاھوری مرزائیوں کے آرگن

قسط نمبر۲

"پیغام صلح" کے مدیر کو جواب الجواب

حضرت مولانا تاج محمد صاحب مدرس قاسم العلوم فقیر والی

مرزا صاحب ملہم ہونے کے بعد بارہ برس تک یعنی باون برس کی عمر تک حیات مسیح علیہ السلام کے عقیدہ میں مسلمانوں کے عقیدہ کے پابند رہے قرآن کریم کی آیات سے بھی یہی سمجھے کہ عیسٰی علیہ السلام زندہ ہیں۔ باون برس کے مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ان کو الہام ہوا کہ "مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔

(تذکرہ طبع اول صفحہ ۱۸۶)

قرآن وحدیث۔ آثار صحابہ، اقوال سلف صالحین، اور اجماع امت سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی حیات ثابت ہوتی ہے اس لئے تمام مسلمانوں کا یہی عقیدہ رہا۔ علاوہ ازیں خود مرزا صاحب بھی قرآن و حدیث، آثار صحابہ، اقوال سلف صالحین اور اجماع امت کے تحت حیات مسیح علیہ السلام کے عقیدہ کے پابند رہے "الرحمٰن علم القرآن" کا الہام پاکر انہیں قرآن سے بھی یہی عقیدہ صحیح معلوم ہوا۔

مرزا صاحب خود تحریر کرتے ہیں کہ انہوں نے حیات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ صرف اپنے الہام کی بنا پر تبدیل کیا ہے (تذکرہ صفحہ ۱۸۶)

اس لئے مرزا صاحب کے عقیدہ کی تبدیلی قرآن وحدیث کی بنا پر نہیں بلکہ ان کے ایک الہام کی بنا پر ہوئی ہے۔ پس جو امر شریعت محمدیہ سے ثابت تھا وہ مرزا صاحب کے الہام سے بدل گیا۔

اب ہم مرزا صاحب کی سب سے پہلی تصنیف براہین احمدیہ کی طرف آتے ہیں۔ دیکھو حصہ چہارم فصل اول صفحہ ۴۹۹ اور صفحہ ۵۰۵ جہاں مرزا صاحب نے آیات قرآنی کی رو سے ثابت کیا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام زندہ آسمان پر ہیں دوبارہ دنیا پر تشریف لائیں گے، مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار کی رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔ . . . . چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی

پیشگوئی میں ابتدا سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنی حضرت مسیح پیشگوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقول طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔

مندرجہ بالا آیت قرآنی کی تفسیر کا نچوڑ یہ ہے:۔

(۱) یہ آیت حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیشگوئی ہے۔

(۲) اسلام کو کامل غلبہ حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں تشریف لانے پر ہوگا۔

(۳) حضرت مسیح علیہ السلام اس قرآنی پیشگوئی کے ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہیں۔

جو کچھ خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کی ذات کے متعلق ان پر ظاہر کیا وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب مسیحؑ کی پہلی زندگی کا نمونہ ہیں۔ روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہیں۔

قرآن کریم کی یہی آیت (ھو الذی ارسل رسولہ الخ) مرزا صاحب کا الہام بھی ہے (تذکرہ صـ۲۳) سوال یہ ہے کہ آیاتِ قرآنی جس کا مرزا صاحب کو الہام بھی ہوا تھا، اس کے متعلق براہین احمدیہ کے صـ۴۹۹ پر مرزا صاحب نے اس آیت کے بیان کردہ معنوں پر یا اس کی تشریح پر کہیں ٹھوکر تو نہیں کھائی۔

اس کا جواب مرزا صاحب خود ہی اپنے ایک اشتہار ۵ اگست ۱۸۸۸ء کو مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول صـ۱۱ پر دیتے ہیں کہ:

"کسی الہام کے وہ معنی ٹھیک ہوتے ہیں جو ملہم آپ بیان کرے۔ اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پاکر اس کے معنی کرتا ہے۔"

پس معلوم ہوا کہ براہین احمدیہ میں مندرجہ حیات مسیح کا عقیدہ قرآن کریم کی رو سے تھا۔ نہ کہ رواجی یا رسمی عقیدہ تھا۔

مرزا صاحب نے براہین احمدیہ جلد چہارم صـ۵۰۵ پر قرآن کریم کی ایک اور آیت سے بھی حیات مسیح علیہ السلام ثابت کی ہے۔ لکھتے ہیں:۔ عسیٰ ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکفرین حصیرا۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ہونے کا ظاہر اشارہ ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے، تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کردیں گے، کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا۔ اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کردے گا اور یہ زمانہ اس زمانہ کے لئے بطور ارہاص کے واقع ہوا ہے۔

ہردو آیات قرآنی کی مندرجہ بالا تفسیر سے ہم آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے کی مستقل الہامی پیشگوئی کی ہے۔ اب اگر اس عقیدہ سے انحراف کیا جائے تو نہ صرف قرآنی پیشگوئی کی تکذیب لازم آئے گی بلکہ مرزا صاحب کی قرآن دانی اور ان کے الہامات کو بھی کذب پر محمول کرنا پڑے گا۔

مرزا صاحب الحق مباحثہ لدھیانہ صـ۲۱ پر تحریر کرتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے قرآن کریم کی اشاعت کے لئے مامور کیا ہے۔ تاکہ جو ٹھیک ٹھیک منشا قرآن کریم کا ہے لوگوں پر ظاہر کروں۔"

مدیر "پیغام صلح" مرزا صاحب کے حیات مسیح کے قرآنی اور الہامی عقیدہ کو "رواتی" یا "رسمی عقیدہ" بتا رہے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب کا وہ الہام جس میں عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کی خبر دی گئی تھی، جس میں مرزا صاحب کو بتایا گیا تھا کہ ان کا زمانہ حضرت عیسیٰؑ کے زمانے کے لئے بطور ارہاص اور پیش خیمہ کی حیثیت رکھتا ہے، مرزا صاحب کی یہ الہامی خبر صحیح تھی یا غلط؟

مرزا صاحب کی پیدائش ۱۸۳۹ء میں ہوئی۔ (کتاب البریہ) اور وفات ۱۹۰۸ء میں۔ مرزا صاحب اپنی زندگی کے ابتدائی ۵۲ سال قرآن کریم کی رو سے اور اپنے الہام کی تائید کی رو سے حیات مسیح کے قائل رہے۔ اور اپنی زندگی کے آخری ۱۷ سال وفات مسیح کے،

اپنی زندگی کے آخری ۱۷ سالہ دور میں مرزا صاحب نے "دافع البلاء" کے صفحہ ۱۵ پر یہاں تک لکھا تھا کہ حیات مسیح کا عقیدہ مشرکانہ عقیدہ ہے۔ اپنی کتاب نزول المسیح کے صفحہ ۳۲ پر لکھا کہ حیات المسیح کا قائل خدا اور رسول کا منکر ہے۔

مرزا صاحب کی زندگی کے دو دور ہیں پہلے دور میں حیات مسیح کے قائل رہے اور آخری ۱۷ سالہ دور میں وفات مسیح کے۔

پہلے دور میں بھی قرآن کریم سے ہی عقیدہ حیات مسیح پیش کیا۔ اور زندگی کے آخری دور میں بھی قرآن کریم سے ہی عقیدہ وفات مسیح پیش کیا۔

زندگی کے پہلے باون سالہ دور میں ان پر ظاہر کیا گیا تھا کہ مسیح علیہ السلام کی زندگی کے دو دور ہیں۔ اور یہ کہ مرزا صاحب کو مسیح علیہ السلام کی پہلی زندگی سے مشابہت تامہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو مسیح کی پیشگوئی میں شریک کر رکھا ہے اور آیت کا مصداق مسیح علیہ السلام کی جلالی آمد ہے۔

اس کے برعکس آخری ۱۷ سالہ دور میں ان پر ظاہر کیا گیا کہ مسیح کی زندگی کا بس ایک ہی دور تھا جسے وہ پورا کر کے فوت ہو گئے۔

الغرض حیات و وفات مسیح علیہ السلام کے عقیدہ کے بارے میں مرزا صاحب کے

(الف) "دو الہام"

(ب) "دو عقیدے"

(ج) "دو تفسیریں" ہیں۔

جو ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ لازمی امر ہے کہ ان میں سے ایک صحیح ہوگا اور ایک غلط اب سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنی زندگی کے پہلے دور میں غلطی پر تھے یا آخری دور میں؟ یہ ایک ایسا لاینحل عقیدہ ہے کہ نوے برس سے زائد عرصہ گذر چکا ہے جس کو روئے زمین کے تمام قادیانی حل کرنے سے عاجز آچکے ہیں۔

بقیہ :- مجلس ذکر

یا اللہ جتنے بھی مسلمان دنیا سے با ایمان جا چکے ہیں۔ سب کو جنت نصیب فرما۔ یا اللہ! تمام پریشان حال مسلمانوں، بچوں، عورتوں بوڑھوں کی، جوانوں کی پریشانیوں کو دور فرما۔ یا اللہ! تمام مسلمانوں کو اپنی رضا پر چلنے کی توفیق نصیب فرما۔ یا اللہ اکابر اولیاء اللہ کا ساتھ ہم سب کو نصیب فرما۔ یا اللہ! یہ تیرے بندے تیرے حبیبؐ کے لئے جو کام کر رہے ہیں۔ ان کو مزید توفیق عطا فرما۔ یا اللہ! غیب سے ان کی کامیابی کے سامان مہیا فرما۔ ہمارے ملک کو شر و فساد سے محفوظ فرما۔ یا اللہ! یہ تیرے بندے دور سے قریب سے تیرے محبوب کی خاطر آئے ہیں یا اللہ ان کے آنے جانے کو قبول فرما۔ یا اللہ اس کانفرنس کو ہمیشہ کے لئے زیادہ سے زیادہ کامیابی نصیب فرما۔ یا اللہ ہمارے وطن میں یہ جو مرزائیت کا پودا ہے اسے جڑ سے اکھیڑنے کی توفیق عطا فرما۔ اقصائے عالم میں ختم نبوت کو یا اللہ اجاگر کرنے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ اس محفل میں جتنے بھائی تشریف فرما ہیں۔ سب کی دلی مرادوں کو پورا فرما۔ آمین

تحریر:- مولانا محمد اقبال رنگونی - مانچسٹر
انگلینڈ۔

محبتِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم - امابعد

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔

(مشکوٰۃ شریف)

تم میں سے کوئی بھی (مکمل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میری محبت اس کی اولاد اور والدین اور سب لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ نہ ہو جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ایمان کے باب میں شمار کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ساتھ محبت کا ہونا ایمان کی علامت ہے اگر آپ سے محبت نہ ہوگی تو ایمان بھی نہ ہوگا۔ کیونکہ محبت ہی طاعت کی راہ آسان کرتی ہے اگر کوئی شخص کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کی اطاعت بھی کرتا ہے۔ سو محبت کے بغیر کوئی چیز کامل نہیں ہو سکتی ؎

محمدؐ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

بخاری شریف کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مذکورہ میں والذی نفسی بیدہ بھی فرمایا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے ارشاد میں تاکید بھی ہے لہٰذا جب تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو تمام مخلوقات پر مقدم نہ کرے گا آدمی کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم میں ہے:

قل ان کان آباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ناقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ۔ واللہ لا یھدی القوم الفسقین ۝ (پ۱۰۔ التوبۃ)

ترجمہ:- اے پیغمبرؐ! آپ فرما دیں اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور حویلیاں جن کو تم پسند کرتے ہو، تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں لڑنے سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم بھیجے اور اللہ راستہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو۔

آیت کریمہ واضح طور پر اعلان کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے زیادہ ہو گی تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ

کا موجب بنے گی۔ اسی طرح اوروں کی محبت کا مقابلہ خدا اور رسولؐ کی محبت سے ہو جائے تو ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ خدا اور اس کے رسولؐ کی محبتوں کے سامنے تمام محبتوں کو قربان کر دے۔ قرآن کریم میں ایک جگہ پر ارشاد ہے:۔

ما کان لاهل المدینة و من حولهم
من الاعراب ان یتخلفوا عن رسول
الله ولا یرغبوا بانفسهم عن نفسه (الخ)

ترجمہ:۔ نہ چاہیے مدینہ والوں اور ان کے گرد کے گنواروں کو کہ پیچھے رہ جائیں رسول اللہ کے۔ اور نہ یہ کہ اپنی جان کو رسول کی جان سے زیادہ چاہیں۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ خاتم الانبیاء والمرسلین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی جان مبارک اپنی اور دیگر لوگوں کی جانوں سے زیادہ پیاری ہونی چاہیے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب آپ کی محبت قلوب میں ہو گی اگر دل ہی محبت سے خالی ہو گا تو جان دینے میں دل کیونکر گوارہ کرے گا جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ حلاوت ایمانی نصیب نہ ہو گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ تین خصلتیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں پائی جاویں تو اس کو ایمان کی حلاوت حاصل ہو جاتی ہے۔

(۱) اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب ہو۔

(۲) وہ کسی بندے سے اللہ ہی کے لیے محبت رکھے۔

(۳) کفر و شرک اس کو آگ میں ڈالے جانے کے برابر ہو۔ (مشکوٰۃ)

قرآن کریم کے ایک مقام پر ارشاد ہے

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی
یحببکم الله و یغفرلکم ذنوبکم
والله غفور رحیم ۰

ترجمہ: آپ فرما دیں اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری راہ چلو تاکہ تم سے اللہ محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و تابعداری اس لیے مطلوب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو آپ کے ساتھ محبت ہے اور ایسی محبت ہے کہ آپ کا لقب ہی حبیب اللہ ہو گیا۔ جب اللہ تعالیٰ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور ہم کو اللہ تعالیٰ سے۔ تو پھر محبوب کا محبوب بھی محبوب ہوا کرتا ہے۔ اس لیے اگر ہمیں خدا سے محبت کا دعویٰ ہے تو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا ضروری۔ اور یہی تقاضائے محبت ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جس سے محبت ہو گی وہ بھی ہمارا محبوب ہو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے اللہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور جو ان سے محبت کریں ان سے بھی محبت فرما

ایک اور جگہ فرمایا:۔

عرب سے محبت رکھو اس لیے کہ میں بھی عربی ہوں اور یہ کہ عرب سے بغض رکھو گے تو مجھ سے بغض رکھنے لگو گے لہ (ترمذی)

لہ۔ اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو آئمہ حرمین شریفین کے ساتھ بغض رکھتے ہیں اور انہیں کافر کہتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

مرتبہ :- محمد عثمان غنی بی اے ۔ واہ کینٹ

تمام کامیابیوں کا ذریعہ ذکرِ الٰہی ہے

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو ربوہ ضلع جھنگ میں جو کہ تقسیم ملک کے بعد مرزائیوں کا کفرگڑھ بنا ۔ غلامان خاتم الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ہزاروں کی تعداد میں مسلم کالونی میں ختم نبوت کانفرنس کے سلسلہ میں جمع ہوئے ۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری صاحب رح نور اللہ مرقدہٗ کے خلیفہ مجاز اور مشہور مفسر قرآن حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب دامت برکاتہم نے وہاں پر قادری راشدی طریق پر مجلس ذکر کرائی اور اس طرح ہزاروں صلحاء و علماء کے مجمع نے خالق حقیقی کا نام بلند کیا ۔ حضرت قاضی صاحب کے ارشاد سے قبل مولانا محمد اشرف ہمدانی صاحب نے چند تعارفی کلمات فرمائے ۔ (مرتب)

معزز حاضرین! جس طرح ایک صاف ستھرے کپڑے پر داغ دھبے لگ جائیں اور اس کی صفائی متاثر ہو جائے تو بھٹی پہ چڑھایا جاتا ہے ۔ اسی طرح مردہ دل مجلس ذکر میں خدا کی یاد سے منور ہوتے ہیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ذکر کرنے والا ایسے ہے جیسے زندہ ، اور ذکر نہ کرنے والا یوں ہے جیسے مُردہ ۔ حضرت شیخ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ۔ کہ کچھ لوگ مر کے بھی زندہ ہوتے ہیں اور کچھ زندہ رہ کے بھی مردہ ہوتے ہیں ۔ اس کی غرض و غایت جو ہمارے سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ میں ہوتی ہے ۔ وہ یہ ہے ۔ ؎

"تُو" کو اتنا مٹا کہ تو نہ رہے ۔
تیری ہستی کا رنگ و بو نہ رہے
اور ھو میں اتنا کمال پیدا کر
کہ بجز ہُو کے غیرِ ھُو نہ رہے ۔

اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ جب تک برتن صاف نہ ہو ۔ اس کے اندر اعلیٰ چیز نہیں آیا کرتی ۔ جب تک ہم اپنے دل دنیاوی غلاظتوں سے پاک نہیں کریں گے یہ خدا کا مسکن اور اللہ کے ذکر والی جگہ نہیں ہو سکے گی ۔ حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب دامت برکاتہم نے نصیحت فرمائی ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس سال ہماری کانفرنس منفرد حیثیت کی حامل ہے ۔ ہمارے امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ سراجیہ نقشبندیہ ، کندیاں شریف بھی یہاں پر تشریف فرما ہیں اور ہمارے رشد و ہدایت کا منبع و مرکز موسیٰ زئی شریف کی خانقاہ کے ہمارے خاص بزرگ بھی تشریف لائے ہوئے ہیں اور میرے شیخ رح کے خلیفہ خاص ، حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے معتمد خاص حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب دامت برکاتہم ، جنھیں اللہ نے دین و دنیا کے علوم سے مزین فرمایا ایک مدت تک دنیا کی دنیاوی علوم کی پیاس بھی بجھاتے رہے ۔ اور ایک مدت ہو گئی کہ ملک کے اکناف و اطراف میں قرآن کریم کی کرنیں بکھیر رہے ہیں ۔ مجلس ذکر منعقد ہو رہی ہے ۔ اور میں سمجھتا ہوں

کہ میرے شیخ نے (خدا کی ان پر کروڑوں رحمتیں ہوں) جو شمع روشن کی تھی۔ اس شمع کے روشن رکھنے میں جتنی محنت شاقہ سے جناب قاضی صاحب کام لے رہے ہیں۔ یہ انہی کا نصیب ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایۂ عاطفت ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے۔ اس مجلس ذکر کو ہماری کانفرنس کا مغز سمجھیں۔ جو کلمات حضرت ارشاد فرمائیں گے پوری توجہ اور انہماک سے سنیں۔ یہ سمجھ کے کہ ہم کہاں آ گئے۔ پھر اس کے ثمرات، انوارات اور برکات دیکھیے۔ پھر دعا ہو گی۔ پھر جس دعاء میں بڑے بڑے اہل اللہ ہوں گے۔ خدا جانے کس کی دعا کے ہماری بگڑی بن جائے۔ میں تو اس چیز کا قائل ہوں کہ ایک صحابی جو بصارت سے محروم ہے۔ وہ دربار نبوت میں سوال کرتا ہے۔ کہ مجھے اجازت ہونی چاہیئے گھر نماز پڑھنے کی، آقا ارشاد فرما دیتے ہیں۔ وہ ابھی چند قدم جانے پایا ہو گا۔ کہ وحی آ گئی۔ کہ مسئلہ جو آپنے بتایا اصول شریعت کے مطابق ٹھیک ہے لیکن سہ

مکتب عشق کے انداز نرالے دیکھے
اُس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا۔

اس کو واپس بلائیے اور اس کو کہیئے کہ کیا تم آذان کی آواز سنتے ہو؟ جی ہاں سنتا ہوں۔ فرمایا۔ پھر تمہارے لئے یہیں آکر نماز پڑھنا ضروری ہو گا۔ علماء تصوف نے لکھا ہے کہ شریعت کا ضابطہ بالکل ٹھیک تھا۔ کہ ان کو گھر ہی میں بوجہ عذر نماز پڑھنا چاہیئے تھی۔ لیکن آقا سے یہ حکم کہلوا دلایا گیا کہ تم مسجد میں آکر نماز پڑھا کرو، علماء تصوف اور اہل دل لوگوں نے لکھا ہے کہ کچھ نمازی ایسے ہوا کرتے ہیں جن کی نمازوں کے صدقے دوسرے نمازیوں کی نمازیں قبول ہوتی ہیں۔ فرمایا تمہاری تو وہاں بھی قبول ہے لیکن دیگر نمازیوں کو کیوں محروم کرتے ہو۔ تو حضرات گرامی قدر! یہ قبولیت دعا کا وقت ہے۔ اس لئے میں آپ کے اور شیخ کے درمیان حائل نہیں ہونا چاہتا۔ اور میں اس قابل ہی کہاں! مَیں تو ان حضرات کا اور آپ کا ادنیٰ خادم ہوں اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حافظ غلام حبیب جیسے بزرگ حضرت مولانا خان محمد صاحب اور ہمارے حضرت قاضی صاحب جیسے بزرگ ان حضرات کے جوتوں میں اگر مجھے پانی پینے کے لئے جگہ مل جائے تو مجھے اپنی قسمت پہ ناز ہو گا۔ اس لئے میں ان حضرات سے متمنی ہوں کہ دعا فرمائیں میرے لئے، آپ کے لئے اللہ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ اللہ ہم سب کو اپنے فضل سے قیامت کے دن افضل الرسل، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع فرمائے اور قریب آئیں۔ لطف اندوز ہوں اور اپنے ایمانوں کو جلاء بخشیں۔ اب حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم سے استدعاء ہے کہ اپنے ارشاداتِ عالیہ سے نوازیں۔

حضرت قاضی صاحب کے ارشادات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ: محترم علماء کرام اور میرے بھائیو اور عزیزو میرا یہاں پر حاضر ہونا صرف اس لئے ہے کہ مجھے نیک لوگوں کے ساتھ تھوڑی دیر اٹھنا بیٹھنا نصیب ہو جائے۔ ان پاکیزہ مجاہدین کی زیارت نصیب ہو جائے۔ جو میرے متعلق محترم مولانا اشرف ہمدانی نے ارشاد فرمایا ہے۔ میں اس قابل نہیں ہوں۔ یہاں پہ اس دور کے بہت بڑے اللہ تعالیٰ کے ولی موجود ہیں جن کے سامنے میں طفل مکتب بھی نہیں ہوں۔ مگر چونکہ یہ ان کا ارشاد ہے۔ اس لئے میں یہاں پر بیٹھ گیا۔ اللہ کا نام لینے کے لئے۔

میرے دوستو، میرے بھائیو! دنیا میں دو قسم کے نظام پہلے بھی تھے۔ اب بھی ہیں۔ آئندہ بھی چلتے رہیں گے ایک وہ نظام ہے جو بے لگامی کا نظام ہے، اسباب پر صرف بھروسہ کیا جاتا ہے۔ اور اسباب کو پیدا کرنے والے سے غفلت برتی جاتی ہے۔ اور دوسرا وہ نظام ہے کہ اسباب ہوں یا نہ ہوں اسباب کے پیدا کرنے والے کے ساتھ تعلق قائم کیا جاتا ہے۔ اور اسی پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ یہ دوسری تعلیم اللہ تعالیٰ کے سب نبیوں (علیہم الصلوٰۃ والتسلیم)

نے دی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسباب پیدا کرنے کا حکم بھی فرمایا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تمہاری کامیابی اس وقت ہوگی جب تمہارا تعلق میرے ساتھ ہوگا۔ کیونکہ اسباب میں قوت پیدا کرنا یا اسباب کو ناکام کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ سورۃ جمعہ میں اللہ تعالیٰ نے تجارت کرنے کا حکم ارشاد فرمایا فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ (ترجمہ) نماز پڑھنے کے بعد دنیا میں پھیل جاؤ اللہ کا فضل ڈھونڈھو، وسائل اختیار کرو، تجارت کرو۔ مزدوری کرو لیکن یہ سمجھ لو کہ تمہیں کامیابی اگر ملے گی تو کس میں واذکروا اللہ کثیرًا لعلکم تفلحون ۵ اللہ کا ذکر زیادہ کرو گے تجارت کامیاب ہوگی۔ نہ کرو گے تجارت کامیاب نہ ہو سکے گی جہاد سے بڑھ کر کون سی عبادت ہے۔ مگر جہاد کے بارے میں کیا فرمایا سورۂ انفال میں؟ اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَۃً فَاثْبُتُوْا ـــ (انفال ـ ۴۵) جب تمہارا مقابلہ کافروں کے ساتھ ہو تو ثابت قدم رہو لیکن اپنی تعداد اور قوت پر اپنے اسلحہ پر بھروسہ نہ کرو بلکہ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ وہاں بھی اللہ کا ذکر زیادہ کرو تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ وہ چاہے گا تین سو تیرہ کو غالب کر دے گا۔ نہ چاہے گا تو لاکھوں سے ہتھیار ڈلوا دے گا۔

اسی طرح میرے دوستو اور میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ کے ذکر کا حکم ہر نبی علیہ السلام کو ہوا ہے۔ ذکر میں اطمینان قلب ہے۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۵ (رعد ۲۸) ذکر بہت بڑی طاقت ہے۔ ذکر بہت بڑی قوت ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ لکھا پڑھا مجمع ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو جب اللہ نے حکم فرمایا کہ فرعون کے مقابلہ میں جاؤ۔ آپ اندازہ فرمالیں کہ وہاں پر فرعون کی حکومت ہے۔ فوج ہے اسلحہ ہے۔ دولت ہے فرمانروائی ہی نہیں بلکہ ان کے سامنے وہ باطل خدائی کا دعوے کر رہا ہے۔ ادھر دو مرد درویش ہیں اللہ تعالیٰ نے نبی علیہما السلام کے پاس سامانِ جنگ کچھ بھی نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک عصا ہے۔ لاٹھی ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا کہ اسباب پر بھروسہ مت کرو۔ ولا تنیا فی ذکری ۵ (طٰہٰ ـ ۴۲) تم دونوں میرے ذکر میں کمی نہ کرو۔ ذکر کرو کامیاب ہو جاؤ گے۔ اسی لئے حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ اگر تم دونوں جہانوں کی سعادتوں کو حاصل کرنا چاہو۔ تو تمہاری زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رہے۔ تو اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے میرے دوستو اور میرے بھائیو! کہ ہمارے بزرگوں میں یہ سب چیزیں موجود تھیں۔ وہ مجاہد بھی تھے، وہ محدث بھی تھے۔ وہ مفسر بھی تھے۔ وہ فقیہہ بھی تھے۔ وہ مفتی بھی تھے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ زمانے کے غوث اور قطب بھی گذرے ہیں الحمد للہ آج بھی موجود ہیں تو اس لئے ہمارے اکابر کا جو طرز عمل ہے۔ وہ وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کیا جائے اس دور میں تو بہت زیادہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی میری اور آپ کی کامیابی ہے۔ اب ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ اس کا نام لیں گے۔ طریقہ ہر کام کا مقرر کیا جاتا ہے۔ اور یہ طریقہ مقرر کرنا اس عبادت کے لئے مفید ہوتا ہے۔ ہمارے شیخ امام الاولیاء دور حاضر، حضرت مولانا احمد علی صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے سلسلہ قادریہ راشدیہ میں جو طریقۂ ذکر کا ارشاد فرمایا وہ یہی ہے کہ پہلے گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھی جائے اور اس کا ثواب بتوسّل امام الانبیاء اور سید الاولیاء شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچایا جائے۔ اس کے بعد تین بار افضل الذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر ایک ہزار بار ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک ہزار بار الا اللہ ایک ہزار بار اللّٰہُ اللّٰہُ اور ایک ہزار بار صرف ھُو ھُو۔ جیسا کہ جناب ہمدانی صاحب نے ارشاد فرمایا۔ ھُو ہی ساری توحید کا خلاصہ ہے۔ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ (سورہ حشر ۲۲) تو اس لئے ذکر میں جتنا انہماک ہوگا فائدہ ہوگا۔ حضرت فرمایا کرتے تھے۔ کہ ذاکر ذکر میں تصور کرے کہ ساری کائنات میں کوئی چیز نہیں۔ سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے۔ جب ایک حصہ ختم ہوگا۔ انشاء اللہ یہاں

کو اس تپائی کو بجایا جائے گا. پھر اس کے بعد دوسرے حصے کا ذکر شروع کیا جائے گا. اب بتیاں گل کر دیجیئے اندھیرے میں زیادہ فائدہ ہوتا ہے (اس کے بعد مجلس ذکر ہوئی) آخر میں مندرجہ ذیل دعاء ہوئی۔

دُعاء

الحمد للہ رب العالمین ہ والصلوٰۃ والسلام
عَلٰی اَفْضَلِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ہ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ
اَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ
ربنا تقبل منا انک اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ و تب علینا
انک اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ہ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ
وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ہ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ
وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ہ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ
اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ہ
رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ
وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ
ذُرِّیَّتِیْ ج اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ہ

یا اللہ جو ذکر ہم نے ابھی کیا ہے قبول فرما. یا اللہ میرے ان بھائیوں کے ، سب کے پہلے گناہوں کو معاف فرما. یا اللہ تیرا بے انتہا شکر ہے کہ تو نے ہم گنہ گاروں کو اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی ۔ یا اللہ تو نے اس مرکز علوم محمدی میں تو نے ہمیں اپنا نام بلند کرنے کی سعادت بخشی یا اللہ ! اس پر ہمیں شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ ! میرے اور میرے ان بھائیوں کے چھوٹوں کے بڑوں کے ، سب کے پہلے گناہوں کو معاف فرما. آئندہ ہم سب کو یا اللہ نیک اعمال کی توفیق نصیب فرما. امام الانبیاء والمرسلین کی پیروی نصیب فرمایا. یا اللہ ! حضورؐ کی محبت زیادہ نصیب فرما. یا اللہ ! حضور کی شفاعت نصیب فرما. یا اللہ ! چھوٹے بڑے قریب بعید جتنے بھی بیمار ہیں کو شفاء نصیب فرما

باقی صفحہ ۹ پر

خالص اور سفید —— صاف وشفاف
شکر
(چینی)
باوانی شوگر ملز لمیٹڈ
پتہ
حبیب اسکوائر ایم اے جناح روڈ (بندر روڈ)
کراچی

ضبط و ترتیب:
منظور احمد الحسینی

کفر و ارتداد کے سدِ باب کا مؤثر ذریعہ

اتحادِ امت

ربوہ میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس میں علماء کی تقاریر

حضرت مولانا عبدالقادر روپڑی کا خطاب

خدا رب العالمین ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں نہ چھوٹا نہ بڑا، اور قرآن ذکر العالمین ہے قرآن کے سوا اب آسمانی کتاب کوئی نہیں۔ بیت اللہ ہدی العالمین ہے۔ اب اس کے علاوہ کوئی قبلہ نہیں۔

جب یہ تینوں امور مسلّم ہیں تو اب حضور علیہ السلام کی طرف آئیں کہ آپ رحمۃ العالمین ہیں اور خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد نبوت کا سلسلہ بند ہے۔ جس طرح خدا کے سوا کسی اور رب العالمین، قرآن مجید کے علاوہ کسی اور کتاب کو ذکر العالمین (یا "تذکرہ" - ناقل) بیت اللہ کے علاوہ کسی اور کو ھدی العالمین ماننے والا پکا بے ایمان ہے۔ اسی طرح سے خاتم النبیین کے بعد کسی اور کو نبی ماننے والا بھی پکا کافر ہے۔

مولانا نے زور دے کر کہا ہم ایک ہیں ایک رہیں گے اے حکمرانو! مشرق و مغرب، سورج اور چاند درختوں کے پتو! ریت کے ذرو! دریاؤں کی چلتی ہوئی لہرو! سن لو! خدا کی قسم مسئلہ ختم نبوت میں ایک ہیں۔ بریلوی میرا ہے میں بریلوی کا ہوں۔ میں دیوبندی کا ہوں، دیوبندی میرا ہے۔ "تاج محمود" اگر جسم ہے تو میں خون ہوں اگر وہ خون ہے تو میں جسم ہوں۔ جب تک ہم زندہ ہیں اکٹھے ہیں ہماری نسلیں اس مسئلہ پر اکٹھی رہیں گی۔ ہم انشاء اللہ حشر کے میدان میں بھی اکٹھے رہیں گے جنت میں اکٹھے رہیں گے۔

آج کل مرزائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں آسمان پر کیسے رہ سکتا ہے؟ کیسے جا سکتا ہے؟ معراج کیسے ہوا ہے؟ میں نے کہا کیسے ویسے کیا کرتے ہو۔ ایک ہے "قانون فطرت" ایک ہے قدرت۔ فطرت وہ ہے جس پر ہر چیز کو پیدا کیا اور جب وہ چاہتا ہے تو فطرت کو ہٹا کے قدرت لے آتا ہے۔ آگ کی فطرت جلانا ہے لیکن جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اس میں ڈالے گئے تو خداوند تعالیٰ نے فطرت کو ہٹا کر کے اپنی قدرت کو جاری کر دیا۔ آسمان پر جانا محال ہے فرمایا دیکھو کہ یہ فطرت ہے لیکن اگر میری قدرت چاہے تو لے جا سکتی ہے (جیسے اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کو معراج کی رات میں لے گئے ناقل)۔

مرزا نے کہا ہے کہ حضرت مسیح نے ماں کی گود میں بات کی لیکن میرے بیٹے نے ماں کے پیٹ میں دو مرتبہ باتیں کیں۔ یہ مناظرے کی بات کر رہا ہوں میں نے کہا بات یہ ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے پتھروں سے درختوں سے، زمین سے کلام کروا سکتا ہے۔ یہ اللہ کی قدرت ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا میں آکر بات کی ۔ لوگوں نے سن لی ۔ لیکن مرزا کے بیٹے نے ماں کے پیٹ میں دو مرتبہ باتیں کیں تو مرزا صاحب نے کہاں کان دھر کے سنی تھیں ۔ اس کا کیا جواب ہے ؟

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا " تمہارا خدا ایک ، باپ ایک ، نبی ایک ، دین ایک ۔ نبی ایک سے پہلے باپ ایک کیوں فرمایا ۔ جسمانی سلسلہ کا ذکر درمیان میں کیوں کیا ؟ اس میں حکمت یہ ہے کہ آپ سے اگر کوئی پوچھے کہ آپ کے کتنے بھائی ہیں آپ اتنے بتائیں گے جتنے ہیں ۔ کوئی پوچھے گھر میں بکریاں جانور وغیرہ (ڈھگے) کتنے ہیں جتنے ہوں گے اتنے کہیں گے ۔ ماموں کتنے ہیں؟ جتنے ہوں گے اتنے بتلائیں گے ۔ اور اگر کوئی چلتا چلتا یا بھی پوچھ لے کہ تمہارے باپ کتنے ہیں؟ تو اس کی خیر نہیں کیونکہ دوسرے باپ کا تصور برداشت نہیں جو دوسرے باپ کا نام لے ہم اس کو ذبح کرنے کے لیے تیار ہیں صدقے جاؤں فرمایا جس طرح تمہارا باپ ایک ہے اسی طرح تمہارا نبی بھی ایک ہے کیونکہ جیسے دوسرے باپ کے تصور سے تمہیں جوش آتا ہے ، تم برداشت نہیں کر سکتے ، اسی طرح خاتم النبیین ہوتے ہوئے دوسرے نبی کے تصور پر بھی تمہیں جوش آنا چاہیے ۔

بقیہ آپ کے مسائل

شرعی حکم میرے لیے کیا ہے ؟

ج :- آپ کا بغیر محرم کے جانا گناہ ہے اور چونکہ آپ معذور ہیں اس لیے آپ کو جانے کے بغیر گھر بیٹھے ثواب مل جائے گا بغیر محرم کے ہرگز جانے کا ارادہ نہ کیجئے ۔ آپ کے جانے کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ کسی جانے والے سے شرعی نکاح کر لیں ، غالباً اس کے آپ تیار نہیں ہوں گی ۔

عورتوں کا بھنویں بنانا

مختار احمد ـــ سندھو

س :- جو عورتیں بھنویں بناتی ہیں یعنی خوبصورتی کے لیے کاٹتی ہیں ان عورتوں کے بارے میں قرآن شریف اور حدیث میں کیا حکم ہے؟ جناب عالی! شریعت کی رو سے جواب دے کر مشکور فرمائیں ۔

ج :- حدیث شریف میں ان پر لعنت آئی ہے ۔

داڑھی کا مسئلہ

منظور عالم ۔ کراچی

س :- میں نے داڑھی رکھنا شروع کر دی ہے ۔ کیا داڑھی کی کوئی قدر مقرر ہے ؟ سنتے ہیں کہ کم از کم ایک مشت ہونی چاہیئے ۔ سعودی عرب کی اکثریت داڑھی رکھتی ہے مگر دیکھا گیا ہے کہ عموماً اس کی تعداد ایک مشت سے کم ہوتی ہے اور کیا اسے کاٹنا جائز ہے ؟

ج :- جزاک اللہ ! آپ نے سنت نبوی کو زندہ کیا ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے ۔ داڑھی ایک مشت کی مقدار واجب ہے اس سے زائد کٹا سکتے ہیں ۔ ہم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل اور آپ کی سنت کی پیروی کرتے ہیں ۔ والسلام ۔

سید کے لیے ووٹ کا مسئلہ

محمد عالم خانزادہ

س :- کیا آل رسول یعنی سید زادے کو ووٹ نہ دینے سے علاقے میں کوئی قہر خداوندی نازل ہو جاتا ہے ۔ علاقے میں آفت آجاتی ہے ؟

ج :- سید زادہ اگر نیک ہے ۔ نمازی ہے اور لائق وفاضل ہے تو اسے ووٹ دینا چاہیے اور اگر اس کے مقابلے میں کوئی دوسرا آدمی اچھا ہے تو اس کو دینا چاہیئے ۔ سید زادے کو ووٹ نہ دینے سے کوئی قہر نازل نہیں ہو گا ۔

آپ کے مسائل کا جواب

مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

حج کے مسائل

غلام نبی مکان ۲۹/۲۹۲ سمن آباد ملتان شہر۔

س:۔ آج کل حج کے ایام میں بہت اژدھام ہوتا ہے۔ تو کیا رات کو رمی جمار کرنا جائز ہے کراہت تو نہیں۔ اسی طرح طواف زیارت بھی ۱۱ یا ۱۲ تک موخر کیا جا سکتا ہے؟

ج:۔ آج کل ہجوم میں رات کو رمی کرنا درست ہے اور طواف زیارت تو ۱۱، ۱۲ تک بغیر عذر کے بھی موخر ہو سکتا ہے البتہ بارہویں سورج ڈوبنے سے پہلے کر لینا لازمی ہے ورنہ دم لازم آئے گا۔

س:۔ منیٰ میں قیام کے دنوں میں یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ تک اگر کوئی شخص دن کا بیشتر حصہ مزدلفہ، مکہ مکرمہ، جدہ یا اِدھر اُدھر منیٰ سے باہر گھوم پھر کر گزار دے کیونکہ منیٰ میں موسم خاصا گرم ہوتا ہے اور رات کا بیشتر حصہ منیٰ کے کسی کونے میں پڑا رہے تو کیا ایسا کرنا بلا کراہت جائز ہے؟

ج:۔ منیٰ میں رات گزارنا سنت ہے۔ دن کو آ جا سکتا ہے اور طواف افاضہ کے لیے رات کو بھی مکہ مکرمہ جا سکتا ہے۔

س:۔ طواف کے دوران خصوصاً جب ہجوم زیادہ ہو جائے تو کوئی بھی انتہائی کوشش کے باوجود مستورات کی دھکم پیل سے نہیں بچ سکتا، مستورات خود کو محفوظ اور مستثنیٰ خیال کرتیں ہیں گویا ان سے دور رہنا اور ان کے دھکوں سے خود کو بچانا مردوں ہی کا فرض ہے اور بعض اوقات تو ایسا بھی ہوتا ہے کسی ریلے کی زد میں آکر آدمی مستورات کے درمیان پس جاتا ہے کیا ایسی صورت میں نفل طواف چھوڑ دینا بہتر ہے؟

ج:۔ فرض تو ہر حال میں ادا کرنا ہے نفل اگر ایسے وقت نہ کیا جائے تو بہتر ہے۔

س:۔ حجر اسود کو ہجوم کی وجہ سے بوسہ دینے کا موقع اگر نہ مل سکے تو اس میں محرومی کی کوئی بات ہے طواف میں استلام تو اشارہ سے ہو ہی جاتا ہے

ج:۔ کوئی محرومی نہیں۔ انشاء اللہ۔

عورت کا عمرہ اور محرم

زبیدہ خاتون۔ کراچی

س:۔ گزارش یہ ہے کہ میں عمرے کے لیے جانا چاہتی ہوں میری عمر ۶۸ سال کی ہے۔ میرا باپ، بیٹا، داماد شوہر، چچا، ماموں کوئی نہیں ہے۔ میں پریشان رہتی ہوں کس کے ساتھ جاؤں ایک بھائی ہے جو باہر دوسرے ملک میں ہے علاوہ اس کے ان کو لے جانے کے لیے خرچ بھی مجھ کو دینا ہو گا۔ روپیہ کا انتظام کرنا بھی مشکل ہے۔ میری ایک ملنے والی اور اس کا شوہر جا رہے ہیں کیا میں ان کے ساتھ چلی جاؤں

بقیہ صـ۱۷

کاروانِ ختمِ نبوۃ

قادیانی مرتدوں کی تفتیش کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات حاصل کی جائیں

جامع مسجد ٹنڈو آدم کے عظیم الشان اجتماع کی قراردادیں

۱ یہ عظیم الشان اجتماع صدر مملکت کے حالیہ بیان بسلسلہ فتنۂ قادیانیت پر دلی مبارک باد پیش کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ کم از کم ملکی آئین وعبوری مارشل لاء آئین کی رو سے ملک میں جس طرح دوسری اقلیتوں کے ساتھ سلوک کیا جا رہا ہے اس طرح ان مرتدوں کے ساتھ بھی سلوک کیا جائے۔ اور مملکت میں مسلمانوں جیسا سلوک ان کے ساتھ ہرگز ہرگز نہ کیا جائے۔

۲ یہ اجتماع صدر مملکت کی حالیہ مرتدوں کے سلسلہ میں جاری کردہ ہدایت کو نگاہ تحسین سے دیکھتے ہوئے خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ نیز یہ مطالبہ کرتا ہے کہ صرف سرکلر جاری کرنے پہ اکتفا ہرگز نہ کیا جائے بلکہ اس سرکلر کے حقیقی تقاضوں کو پورا کیا جائے اور قادیانیوں اور لاہوری (مرزائیوں) کی محکموں سے مکمل فہرست تیار ہونے کے بعد اسے عام اشاعت کے لئے جاری کیا جائے تاکہ ہر مسلم ان شیطانوں سے واقف ہو سکے۔ بعد میں انہیں کیفر و کردار (ملازمتوں سے اخراج اور کلیدی آسامیوں سے ہٹانا) تک پہنچایا جاسکے اس کے بغیر یہ تمام باتیں بے معنی ہوں گی۔

۳ یہ عظیم اجتماع صدر مملکت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ مرتدوں کی تفتیش کے لئے بالعموم تمام مکاتیب فکر کے علماء کرام اور بالخصوص مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات حاصل کی جائیں۔ ورنہ ان کی تفتیش صحیح طریقہ پر ہونا اور صحیح فہرست تیار ہونا ناممکن ہے اس لئے کہ اکثریتی کلیدی آسامیوں پر یہ مرتد ٹولہ ہی مسلط ہے اور وہ ہرگز ہرگز صدر محترم کی اس ہدایت پر عمل نہیں ہونے دے گا۔

۴ روزنامہ جسارت مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۸۳ء کی اس خبر کا سنجیدگی کے ساتھ نوٹس لیا جائے جس میں قادیانیوں کی گہری سازش قتل علماء کے پروگرام کی نشاندہی کی گئی ہے۔

۵ مولانا اسلم قریشی شہید کی بازیابی کے سلسلہ میں مرتد مرزا طاہر اور سیالکوٹ کے با اثر قادیانیوں کو تفتیش میں شامل کیا جائے۔

مجوزہ

خطیب جامع مسجد ٹنڈو آدم

ادارہ

نقد و نظر

نیک خاوند نیک بیوی

افادات حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ۔

ترتیب: مولانا محمد اقبال صاحب قریشی: قیمت ۵/۲۵ روپے۔ صفحات ۱۱۹۔

پتہ:- ادارہ "تالیفات اشرفیہ"، پوسٹ بکس نمبر ۲۲۰ ریلوے روڈ ملتان شہر

آئے دن میاں بیوی کے مابین ہونے والے جھگڑے فسادات اور ناچاقیاں اور زوجین کا ایک دوسرے کو معتوب ٹھہرانا اور انجام کار طلاق کا وقوع پذیر ہونا ایک ایسی چیز ہے جس سے جنت نظیر گھرانے اجڑ کر جہنم میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اس کے اصل محرکات کیا ہیں؟ اور درحقیقت مجرم کون ہے! اور اس کے سدباب کا کیا طریقہ کار ہونا چاہیئے! یہ ایک ایسا عقدہ تھا کہ کم از کم ہماری عقل نارسا وہاں تک پہنچنے سے قاصر تھی۔ نبض شناس اُمت حضرت اقدس مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ نے اپنے مختلف مواعظ میں اس کو حل فرمایا" کہ " حقیقت میں قصور کسی کا بھی نہیں البتہ علم کی کمی ہے۔ اگر یہ کمی پوری ہو جائے یعنی زوجین کو ایک دوسرے کے حقوق کا علم ہو جائے تو یہ صورت حال پیش نہ آئے گی اسی کے پیش نظر مولانا محمد اقبال صاحب قریشی نے اس مختصر سے رسالہ میں قرآن وسنت کی روشنی میں حقوق زوجین کی ٹھیک ٹھیک نشاندہی کرتے ہوئے حضرت تھانوی کے مواعظ سے نہائت عمدہ مواد جمع کر دیا ہے۔ ہمارے خیال میں ہر گھر میں اس

انمول موتی کا ہونا از حد ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ مرتب اور ناشر کی سعی کو شرف قبولیت عطا فرمادیں۔ آمین۔

انوار الہدیٰ

مرتبہ:- صوفی محمد لیٰسینؒ بی۔ اے۔ صفحات ۲۳۳

قیمت ۲۵/- روپے۔ پتہ:- محمد انور اسسٹنٹ چیف انجینیئر وائرلیس ریٹائرڈ ۲۹ بابر ہاؤس حسین ڈی سلوا گارڈنز نشتر روڈ کراچی ۳۰۔ محترم صوفی محمد لیٰسینؒ اکابر علماء دیوبند کے نہ صرف صحبت یافتہ تھے بلکہ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھیؒ کے خلیفہ مجاز بھی تھے زیر نظر کتاب ان کی پچاس سالہ جدوجہد اور کاوش کا نتیجہ ہے جو تصوف سے متعلق قابل قدر ذخیرہ ہے۔ کتاب میں اگرچہ کتابت کی اغلاط ہیں۔ مگر امید ہے کہ اہل ذوق کے لیے دلچسپی کا سامان فراہم کرے گی۔

قارئین سے گذارش ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں ورنہ تعمیل مشکل ہے۔ (ادارہ)

قاری سید محمد شاہ مرادپور
(مانسہرہ)

امیر المجاہدین سید احمد شہیدؒ کا سفرِ حج

مجددِ دین امیر المجاہد حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ امت کے ان بلند ترین افراد میں سے تھے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی عظیم خدمت لی، اور دکھی مسلمانوں کے درد کا درماں قرار دیا۔ آپ نے مسلمانوں کے عہدِ زوال میں دین کے احیاء اور قیام قانون اسلام کا بیڑہ اٹھایا۔ جس عظیم الشان خلوص اور للہیت کے ساتھ آپ نے اور آپ کے رفقائے دین نے اسلام اور احکام اسلام کے ساتھ محبت اور عقیدت کا مظاہرہ فرمایا۔ اس کی مثال آج تک دوبارہ پھر دیکھنے میں نہیں آئی۔

آپ ان اصحاب دعوت و عزیمت میں سے تھے جنہوں نے مکمل بے سرو سامانی میں اللہ کی ذات عالی پر بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے اپنے سے ہزاروں گنا بڑے اور مسلح دشمن سکھوں سے ٹکر لی اور ایک عرصہ تک ان دشمنانِ دین اسلام کی نیند حرام اور اقتدار کو غیر یقینی بنائے رکھا۔ تجدید و احیائے اسلام کے سلسلے میں آپ نے عظیم الشان کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ یہاں ایک ایمان افروز واقعہ بیان کرتا ہوں جس سے حضرت شاہ صاحب شہیدؒ کے تعلق مع اللہ کا پتہ چلتا ہے۔ اور ذات خداوندی پر توکل اور بھروسہ کا عظیم اور بھرپور منظر آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔

فریضۂ حج کے اسقاط کا فتویٰ

حضرت سید احمد بریلویؒ کے دور میں مسلمانوں کی دینی زندگی دم توڑ رہی تھی۔ ان اسلاف کے نام لیوا مسلمان جنہوں نے اپنی عظیم الشان دینی زندگی کی وجہ سے بحر و بر پر حکومت کی تھی، جنہوں نے عرب سے نکل کر عجم کو فتح کیا تھا آج وہ خود مصنوعی حیلے بہانوں سے کام لے کر احکام اسلام سے روگردانی کر رہے تھے، زوال پذیر مسلم معاشرہ میں کچھ ملاؤں نے حالات کے مخدوش ہونے اور سفر کے خطرے کو حیلہ بنا کر فتویٰ صادر کر دیا کہ مسلمانانِ ہند پر حج ساقط ہو چکا ہے۔ کہ راہ پُر خطر ہے۔

فریضۂ حج کا احیاء سید احمدؒ کا عزم حج

اس فتویٰ کی رو سے لوگوں نے حج کرنا چھوڑ دیا۔ حضرت سید رحمہ اللہ کو اس فتویٰ کا علم ہوا تو بہت صدمہ اور قلق ہوا۔ آپ نے حضرت مولانا عبدالحی صاحب اور مولانا سید اسماعیل دہلوی کو اس فتویٰ کے رد پر مامور فرمایا۔ ان حضرات نے اطراف ہند میں تقاریر کے ذریعہ اس فتویٰ کی حقیقت مسلمانوں کو سمجھائی اور کہا کہ یہ فتویٰ سراسر گمراہی اور ضلالت پر مبنی ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی نے جوابی فتویٰ کی صورت میں اس فتویٰ کی گمراہی کو طشت ازبام کر دیا۔ مگر لوگوں کو تقاریر سے زیادہ عملی نمونہ کی ضرورت تھی، چنانچہ سید احمد رحمہ اللہ نے اس حقیقت کو بھانپ لیا اور اپنے دیگر کاموں مثلاً جہاد کی تنظیم کو حج کی ادائیگی تک موقوف کر دیا اور عزم حج کا اعلان فرمایا

سید احمد شہید کا اعلانِ حج

آپ نے اپنے ارادت مندوں کو درج ذیل مضمون کا خط لکھا۔

"ہم واسطے ادائے حج کے بیت اللہ جاتے ہیں

جن جن صاحبوں کو حج کرنا منظور ہو انہیں اپنے ہمراہ لائیں مگر یہ حقیقت ہر ایک پر واضح کردیں، کہ ہمارے پاس نہ کچھ مال ہے نہ خزانہ، محض اللہ تعالیٰ پر توکل کرکے جاتے ہیں۔ اس ذات پاک سے قوی امید ہے کہ وہ اپنے فضل سے ہماری مراد پوری کرے گا۔

(سیرت سید احمد شہیدؒ)

اس زمانہ میں اکثر لوگ حضرت سید احمد رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوکر بے سرو سامانی کا ذکر چھیڑ دیتے تھے آپ نے ایک روز فرمایا:-

"آج والی لکھنؤ اعلان کردے کہ جس مسلمان کا جی چاہے حج کے لئے تیار ہوجائے خرچ میں ادا کروں گا تو کیا لوگ اس اعلان پر یقین نہ کریں گے؟ ایک معمولی دنیوی حکمران کے اعلان پر تو آپ لوگ اتنا بھروسہ کرتے ہیں جس کے وسائل بہرحال محدود ہیں اور خدائے پاک کے فضل و رحمت پر تکیہ کرنے میں تامل ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ یہ کتنی افسوسناک بات ہے۔ میں اگر عام مسلمانوں کو حج کی دعوت دیتا ہوں تو اسی رحیم و کریم خدا کی رحمت کے بھروسہ پر دیتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اس کی رحمت سے یہ کام پورا ہوگا!"

چنانچہ آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے کم و بیش چارسو افراد کا قافلہ رائے بریلی سے ۳۰ جولائی ۱۸۲۱ء کو پیر کے دن مکمل بے سرو سامانی کی حالت میں روانہ ہوا۔ رائے بریلی سے روانگی کے وقت آپ کے ناظم مالیات مولوی محمد یوسف پھلتی کے پاس ایک سو سے زائد کچھ رقم تھی۔ حضرت شہید نے اس رقم کو بھی پاس رکھنا مناسب نہ سمجھا اور فقرا و مساکین میں تقسیم کردی۔ رائے بریلی سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک باغ میں ٹھہرے۔ مولوی محمد یوسف کے پاس صرف ۲ روپے تھے، آپ نے وہ بھی ان مساکین میں تقسیم کردیئے جو پہلے اپنا حصہ نہیں لے سکے تھے، اس تقسیم کے بعد یہاں سے روانگی کے وقت ننگے سر کھڑے ہوکر حضرت نے یوں دعا کی:-

"اے کریم کارساز! اتنی مخلوق اس ناچیز کے ساتھ ہوگئی ہے، تو مجھ ناچیز پر اپنا لطف فرما۔ اپنے الطاف واکرام کی برکت سے ان سب کو بطریق احسن منزل مقصود پر پہنچا"

یہاں سے آگے چلے، عقیدت مندوں نے سر آنکھوں پر بٹھانا چاہا۔ جو حج کو ساتھ جا سکتے تھے وہ ہمراہ ہوگئے اور جن کو کچھ عذر تھا انہوں نے حضرت کی خدمت میں تحفے ہدایا وغیرہ پیش کرنا اپنی سعادت سمجھی۔

ہند سے حجاز روانگی کے وقت تک آپ کا قافلہ بڑھکر ۷۵۳ افراد پر مشتمل ہوگیا، سب کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے جذبہ ایمانی کے طفیل حج کی سعادت نصیب فرمائی۔

اخراجات

آپ کے کل رفقائے حج ۷۵۳ تھے جن میں سے ۶۹۳ کا کرایہ ادا کیا گیا۔ باقی کو مساکین میں شمار کرکے جہاز والے مفت لے گئے۔ اس قافلہ کے لئے دس جہاز کرایہ پر لئے، فی کس کرایہ مع سامان ۲۰/- روپے طے ہوا ۱۳۶۰/- روپے صرف کرایہ پر خرچ ہوئے، ۶۵۳/۵۰ روپے کے برتن خریدے گئے، ۳۸۰۷/- روپے کی اجناس وغیرہ خریدی گئیں۔ مستورات کو باپردہ بٹھلانے پر ۱۲ ہزار خرچ خرچ کیا گیا گویا کل ۲۳۰۵۱ روپیہ حجاز تک پہنچنے کا خرچہ ہوا۔ حجاز مقدس کا خرچہ اس کے علاوہ ہے۔ کل سفر پر اندازاً ایک لاکھ کے قریب خرچہ آیا ان تمام شرکائے قافلہ کا خرچہ آپ نے ادا کیا۔ اور رجب ۲۹ھ اپریل ۱۸۲۲ء

بقیہ ص ۴ پر

بقیہ: خصائل نبوی

عن یزید بن ابی حبیب عن راشد بن جندل الیافعی عن حبیب بن اوس عن ابی ایوب الانصاری قال کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما فقرب الیہ طعام فلم ار طعاما کان اعظم برکۃ منہ اول ما اکلنا ولا اقل برکۃ فی اخرہ قلنا یارسول اللہ کیف ھذا قال انا ذکرنا اسم اللہ حین اکلنا ثم قعد من اکل ولم یسم اللہ تعالی فاکل معہ الشیطن۔

۱۔ ابو ایوب انصاری رض فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ کھانا سامنے لایا گیا۔ میں نے آج جیسا کھانا کہ ابتدأ کھانے کے شروع کے وقت نہایت بابرکت معلوم ہوتا ہے اور کھانے کے ختم کے وقت بالکل بے برکت ہوگیا ہو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس لیے حیرت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شروع میں ہم لوگوں نے بسم اللہ کے ساتھ کھانا شروع کیا تھا اور اخیر میں فلاں شخص نے بدون بسم اللہ پڑھے کھایا اس کے ساتھ شیطان شریک ہوگیا۔

فائدہ: شیطان کا کھانا جمہور کے نزدیک حقیقت پر محمول ہے اور اس میں کوئی محال بھی نہیں ہے کہ شیطان کھاتا پیتا ہو۔ اس حدیث میں صرف بسم اللہ کا ذکر ہے اسی وجہ سے بعض علماء نے لکھا ہے کہ اگر فقط اتنا ہی کلمہ یعنی صرف بسم اللہ پڑھے تب بھی کافی ہے لیکن بہتر اور اولیٰ پوری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ بسم اللہ کو آواز سے پڑھنا اولیٰ ہے تاکہ دوسرے ساتھی کو اگر خیال نہ رہے تو یاد آجائے۔

۲۔ حدثنا یحیی بن موسی حدثنا ابو داؤد حدثنا ہشام الدستوائی عن بدیل العقیلی عن عبد اللہ بن عبید بن عمیر عن ام کلثوم عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اکل احدکم فنسی ان یذکر اسم اللہ تبارک و تعالی علی طعامہ فلیقل بسم اللہ اولہ و اخرہ۔

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص کھانا کھائے اور بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کھانے کے درمیان جس وقت یاد آئے بسم اللہ اولہ و اخرہ کہہ لے۔

۳۔ حدثنا عبد اللہ بن الصباح الہاشمی البصری حدثنا عبد الاعلی عن معمر عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عمر بن ابی سلمۃ انہ دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ طعام فقال ادن یا بنیّ فسم اللہ تعالی وکل بیمینک مما یلیک۔

۳۔ عمر بن ابی سلمۃ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا رکھا ہوا تھا آپ نے فرمایا بیٹا قریب ہوجاؤ اور بسم اللہ کہہ کر دائیں ہاتھ سے اپنے قریب سے کھانا شروع کرو۔

فائدہ: بسم اللہ کہنا بالاتفاق سنت ہے اور دائیں ہاتھ سے کھانا جمہور کے نزدیک سنت ہے اور بعض کے نزدیک واجب ہے اس لیے کہ ایک بائیں ہاتھ سے کھانے والے شخص پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دعا فرمائی تو اس کا ہاتھ شل ہوگیا تھا۔ جس کا عبرت انگیز واقعہ حدیث کی کتابوں میں ہے کہ ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرمائی کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہہ دیا کہ میں داہنے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا کہ آئندہ بھی نہ کھا سکیو۔ اس کے بعد سے دایاں ہاتھ منہ تک نہیں جا سکتا تھا۔

WEEKLY **Khatme-Nubbuwat** KARACHI
فون نمبر ۱۶۷۱۲ Registered S. No. 3220

غلام احمد قادیانی علامہ اقبال کی نظر میں

عصر من پیغمبرے ہم آفرید
میرے زمانے نے ایک نبی بھی پیدا کیا

آنکہ در قرآن بجز خود را ندید
جس کو اپنے سوا قرآن میں کچھ نظر نہ آیا

تن پرست و جاہ مست و کم نگاہ
خود پسند، عزت چاہنے والا، کوتاہ نظر

اندرونش بے نصیب از لا الٰہ
اس کا دل لا الٰہ سے خالی ہے

در حرم زاد و کلیسا را مرید
مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا اور عیسائیوں کا غلام بنا

پردۂ ناموسِ مارا بر درید
اس نے ہماری ناموس کے پردے کو چاک کرایا

دامن او گرفتن ابلہی است
اس سے عقیدت رکھنا حماقت ہے

سینۂ او از دل روشن تہی است
اس کا سینہ دل کی روشنی سے خالی ہے

الحذر! از گرمیٔ گفتار او
اس کی چرب زبانی سے بچو

الحذر! از حرف پہلو دار او
اس کی چالبازانہ باتوں سے بچو،

شیخ او لرڈ فرنگی را مرید
اس کا پیر شیطان لرڈ فرنگی کا غلام ہے

گرچہ گوید از مقام با یزید
اگرچہ وہ کہتا ہے کہ میں بایزید کے مقام سے بول رہا ہے

گفت دین را رونق از محکومی است
وہ کہتا ہے کہ غلامی میں ہی دین کی رونق ہے

زندگانی از خودی محرومی است
اس کی زندگی خودی سے محروم ہے

دولت اغیار را رحمت شمرد
غیروں کی دولت کو وہ رحمت جانتا ہے

رقصہا گرد کلیسا کرد و مرد
اس نے گرجا کے گرد رقص کیا اور مر گیا